اسلاف کی تقویٰ و طہارت سے مزین زندگیوں چند واقعات

اسلاف کے حیرت انگیز واقعات

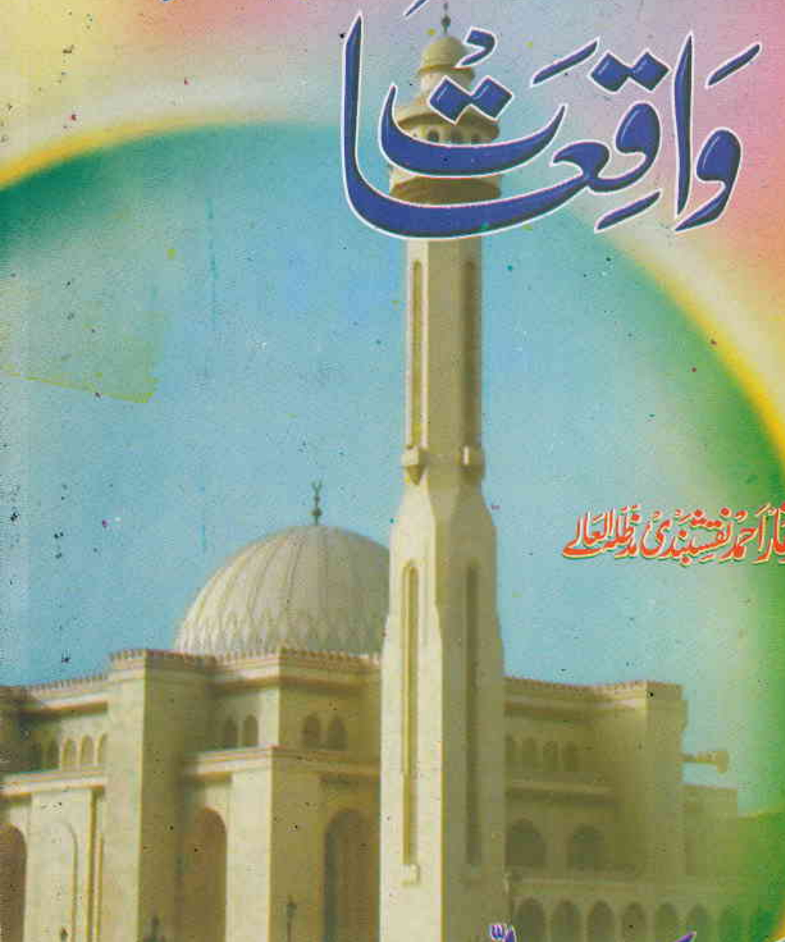

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی

مکتبہ ملّت دیوبند

یوپی ۲۴۷۵۵۴ (الهند)

تفصیلات

نام کتاب -------- اسلاف کے حیرت انگیز واقعات

مؤلف ----- حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ

باہتمام ---------- مولانا انعام الٰہی قاسمی

:- ناشر :-

مکتبہ ملّت دیوبند

MAKTABA MILLAT

DEOBAND-247554 DISTT. SAHARANPUR (U.P.)

PHONE: 01336-225268 (off.) 223268 (resi.)

﴿فہرست مضامین﴾

عنوانات	صفحہ نمبر
دو عظیم نعمتیں	15
عظمت صحابہؓ	15
صحابہ کرامؓ کا فقہی اختلاف ہمارے لئے رحمت ہے۔	16
خلفائے راشدین کی بلندیوں کی ترتیب	17
خلفائے راشدین کا تکیہ کلام	17
صحابہ کرام کے دو بہترین اوصاف	18
سیدنا صدیق اکبرؓ کا عشق رسول ﷺ	18
سیدنا صدیق اکبرؓ اور اتباع رسول ﷺ	20
حضرت عمرؓ کا عشق رسول ﷺ	20
صحابہ کرامؓ اور اجتہاد	21
تابعین کا دور	21
فقہائے سبعہ مدینہ	21
ائمہ اربعہ کا احسان	22
امام ابوحنیفہؒ کی تقلید عہدہ صحابہؓ میں	22
محدثین اور فقہاء کے فرائض منصبی	22
امام اعظمؒ اور شجرہ محدثین	23
امام ابوحنیفہؒ کا خلیفہ منصور کو الا جواب کرنا	24

عنوانات	صفحہ نمبر
امام ابوحنیفہ کی معاملہ فہمی کا واقعہ	25
امام ابوحنیفہ کے عملی کمالات	26
عجیب سوال کا حیران کن جواب	27
امام مالکؒ کا عشق نبوی ﷺ	27
امام شافعی کا مقام	28
امام احمد بن حنبلؒ کی استقامت	28
رزق حلال کے انوارات	29
فقہ حنفی کا اعزاز	30
امت مسلمہ کی کمزوری کی بنیادی وجہ	30
تاتاری فتنہ میں مسلمانوں کا نقصان	30
تاتاری فتنے کا توڑ	32
حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کارنامے	33
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی خدمات	34
شاہ ولی اللہ کے خاندان میں علم کا شوق	34
برصغیر میں انگریز کا ظلم وستم	35
برصغیر میں علوم وفنون کے مراکز	36
دیوبند میں مدرسہ کا قیام	36
دارالعلوم دیوبند کا سنگ بنیاد	36
حضرت شاہ حسین احمدؒ کی فنائیت قلبی	37
ایک حسین خواب	37

فہرست مضامین

دارالعلوم دیوبند کی جامعیت	38	حضرت گنگوہیؒ سے بے تکلفی	46
اللہ کے لشکر	38	حجر اسود کسوٹی ہے	47
دارالعلوم دیوبند کا فیض	39	اسلام کی محبت سے خاتمہ بالخیر	47
حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ	39	طلب صادق ہو تو ایسی	48
اتباع سنت	39	تکبیر اولیٰ کے فوت ہونے پر افسوس	48
ایک ماہ میں حفظ	41	عاجزی وانکساری	48
علمی کمال کی پانچ وجوہات	41	حصول علم کی ایک عجیب صورت	49
استاد کا ادب	41	کھانے میں تواضع	49
پیر کے ہم وطن آدمی کا احترام	42	مطالعہ میں دلچسپی	49
ادب کا انتہاء	42	کلمہ طیبہ کی برکت	49
توجہ کا اثر	42	کمال استغناء	50
حضرت نانوتویؒ کی ہیبت	43	تکلف سے اجتناب	51
نرمی سے نصیحت	43	قصہ و ذہانت	51
تقلید کی ضرورت	44	بچپن کا ایک خواب	52
شان مسکنت	44	کھیل میں سب سے اول	52
شان استغناء	44	دین کا فیض جاری ہونے کی	52
تواضع	45	بشارت	
فن تعبیر میں مہارت	45	عشق رسول ﷺ	52
ایک سوال دو جواب	45	اسلام کا بول بالا	53
خدام کی خدمت	46	آریہ سماج کے فتنے کا تدارک	53
مطبخ میں ملازمت	46	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	54

فہرست مضامین

محبت کی برکت	55	نماز میں گریہ وزاری	64
کسر نفسی اور اس کی وضاحت	56	نماز قضا کرنا گوارا نہ کیا	65
بادشاہوں جیسی شان	56	ریاضت ومجاہدہ	65
دوسروں کو اپنے سے افضل سمجھنا	57	مرشد کی جانب سے ایک امتحان	66
تصوف کا حاصل	57	کسی کیلئے کبھی بددعا نہ کی	67
گناہ ہو جائے تو توبہ کرلو	57	عاجزی وانکساری	67
توسل کا مسئلہ	58	کسب حلال کیلئے کوشش	67
پائیدار دوستی کی علامت	58	تواضع اور مروت	67
حب جاہ کا نقصان	59	حضرت کا رعب	68
بے ادبی تصوف میں رہزن ہے	59	اتباع سنت	68
صاحب کشف کو دعا سے عار	59	حساس طبیعت	69
حضرت شاہ ولی اللہؒ کی اولاد کا مقام	60	نماز کا شوق اور غیبی حفاظت	70
صبر ہو تو ایسا	60	حضرت کے ہاتھ میں شفا	71
مساکین کا تبرک	61	ثابت قدمی	71
تواضع	61	سمجھانے کا دلچسپ انداز	72
ایک ڈاکو کی حکایت	62	طلب ہو تو ایسی	72
بیعت ہونے کی برکت	62	چائے میں برکت	73
شیخ کی معرفت	63	دھوپ گھڑی ملانے کا واقعہ	74
چیلہ اور گرو بننے کی تمنا	63	حضرت مولانا شیخ الہند محمود الحسنؒ	74
سادگی	63	علم میں پختگی	76
دین ودنیا کا نقصان	64	عاقبت کا خوف	76

فہرست مضامین

عیسائی پادری سے مناظرہ 76
دو اہم ترین سبق 77
محبوب شے کی قربانی 77
اتباع سنت 78
معمولات کی پابندی 78
دینداروں سے بے رغبتی 79
تواضع اور انکساری 79
محبت شیخ 80
علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ 80
علمی استفادہ 81
بے مثال حافظہ 82
مسئلے کا فوری حل 82
حافظہ کی دعا 83
علم کی قبر 83
علم کا ادب 84
ایک پیر کی توجہ کا واقعہ 84
چہرے پر انوارات 85
تنہائی میں ملاقات سے انکار 85
متانت و سنجیدگی کا واقعہ 86
منور صورت 86
چہرے سے اسلام کی دعوت 87
نگاہوں کی پاکیزگی 88
کسب حرام سے حفاظت 88
علم کی عظمت 89
حقیقت پسندی 89
کتابوں کا ادب 90
اساتذہ کا ادب 90
دولتمندوں سے اعراض 91
علمی وقار کا اظہار 91
استاد کی خدمت 91
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ 93
استاد کی خدمت 95
خدمت کی برکت 95
ختم بخاری کی مجلس 95
احوال وواقعات 96
مخلوق سے استغناء 97
دست بکار دل بیار 98
سادگی و بے تکلفی 98
رعب و دبدبہ 99
اخلاق حمیدہ 99
قناعت 100
استغناء 100

فہرست مضامین

والدین کی اطاعت 101
مخلوق خدا کی خدمت 101
ادلے کا بدلہ 102
گرفتاری 102
کھانے میں برکت 103
ایثار وقربانی 104
استقامت 104
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ 105
حضرت گنگوہیؒ سے محبت 105
بچوں کی تربیت 106
زندگی بھر کی مصروفیت 106
قرآن مجید کی تلاوت 107
اکابر سے محبت 107
تعلیمی انہماک 108
دنیا سے بے رغبتی 108
ایثار کی انتہاء 109
مجلس شعر و سخن 109
تصنیف وتالیف کا ذوق 109
مال سے قلبی انقطاع 109
تبلیغی احباب سے محبت 110
تقوی کی مثال 111
تصوف وسلوک کی حقیقت 111
مرشد کی تنبیہ 112
حضرت اقدس تھانوی کا ارادہ 112
مشکوٰۃ شریف کا آغاز 112
اکابر کی راحت کا خیال 113
اکابر کا تقوی 113
عجز وانکساری 114
فقر وفاقہ 115
درس حدیث کی پابندی 115
حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ 116
تعلیم وتہذیب 118
ایک نواب کا اقرار بدتہذیبی 118
ایک رئیسہ کا علاج 119
انگریز کی دعوت 120
توکل علی اللہ 121
سفر آخرت کی فکر 121
معمولات کی پابندی 122
توکل وقناعت 122
فکر آخرت 122
اذکار واشغال کی ترتیب 123

فہرست مضامین

امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	124
کھانے پینے کا معمول	125
ہدیہ قبول کرنے کی شان	125
ایفائے عہد	126
حقیقت کا اظہار	126
جیل جانے کی وجہ	126
تقریر کا اثر	127
شاگردوں پر شفقت	127
احباب سے تعلق	128
حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ	128
انہماک مطالعہ	129
کیفیات میں قوت	130
مجلس کا واقعہ	130
محبت شیخ	130
زیب و زینت کا معیار	131
عشق نبوی ﷺ	131
عاجزی و انکساری	132
سخاوت کا واقعہ	132
رقم کی فراہمی	133
شفقت کا واقعہ	133
حضرت مولانا محمد الیاسؒ دعوت و تبلیغ	134
اعمال کا دارومدار	135
عاجزی و انکساری	136
آخرت کا استحضار	136
دعوت دیئے جاؤ	137
موقع و محل کے مناسب بات	138
لایعنی سے اجتناب	138
روح کی غذا	138
علالت و بیماری	139
نماز باجماعت کا اہتمام	139
دعا کے وقت کیفیت	140
لمحہ فکریہ	140
	140

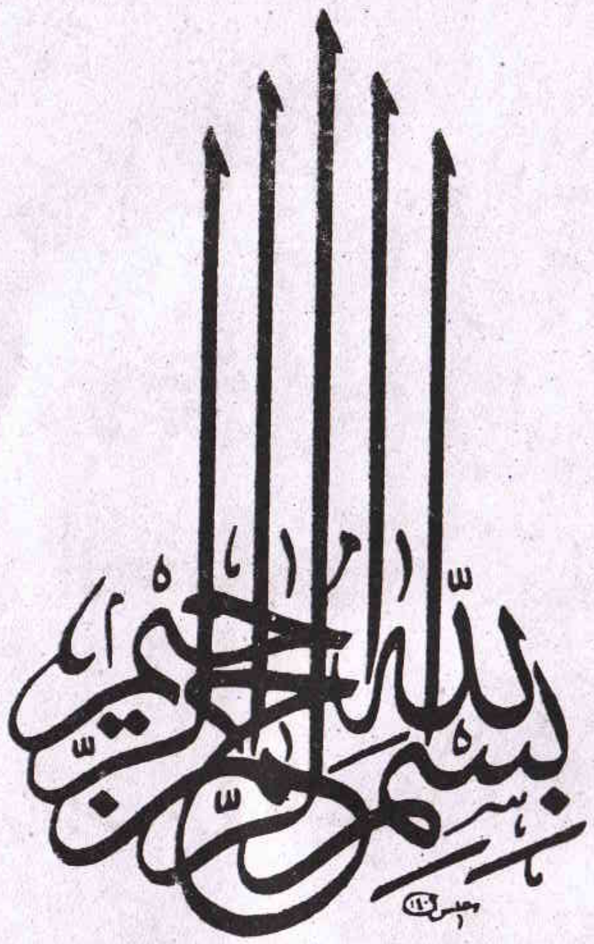

اسلاف کے
حیرت انگیز واقعات

اللّٰھم

صَلِّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ آلِ محمّدٍ

کما صلّیت علیٰ ابراہیم وعلیٰ آلِ ابراہیم

إنّک حمیدٌ مّجیدٌ

اللّٰھم

بارِک علیٰ محمّدٍ وعلیٰ آلِ محمّدٍ

کما بارکت علیٰ ابراہیم وعلیٰ آلِ ابراہیم

إنّک حمیدٌ مّجیدٌ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اُحِبُّکَ بِقَلْبِیْ کُلِّہٖ وَاُرْضِیْکَ بِجُھْدِیْ کُلِّہٖ۔

○

اے اللہ، مجھے ایسا بنا دے کہ اپنے سارے دِل کے ساتھ تجھ سے محبت کروں، اور اپنی ساری کوششیں تجھے راضی کرنے میں لگا دوں۔

○

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

اسلاف کے حیرت انگیز واقعات میں مقدس ہستیوں' مقربان بارگاہ الٰہی اور اہل علم وفضل کے واقعات ہیں۔ جن کی روحانیت' علم' دینداری سے الحمدللہ پورا عالم مستفید ہو رہا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے ہم اکثر وبیشتر کتابیں پڑھتے رہتے ہیں لیکن اہل تقوی کے واقعات انسانی زندگی پر ایک گہرا اثر چھوڑے بغیر نہیں رہتے۔ پھر اللہ رب العزت کا احسان ہے۔ ''اسلاف کے حیرت انگیز واقعات'' اس شخصیت کے بیان کردہ ہیں۔ جن کی خاموشی اور تقوی کا رنگ دلوں کو مسخر کرتا چلا جاتا ہے۔ جن کی توجہ سے دلوں کی کدورت دور ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ حضرت دامت برکاتہم کی مجلس کا ایک ایک لمحہ زندگی کا رخ بدلنے' خیالات کا دھارا موڑنے اور رجوع الی اللہ کیلئے کافی ہوتا ہے۔ حضرت کی نظر کیمیا روحوں کو اُجلا' خیالات کو پاکیزہ اور اعمال کو صالح بناتی ہے۔

آج کے اس پرفتن حالات میں اکابرین کے حالات' سوانح پڑھ کر ان کو سرمایہ حیات بنانے سے انسان بہت سے فتنوں سے بچ سکتا ہے۔ اللہ کرے یہ واقعات ہماری ایمانی جلاء' آبیاری کیلئے بیش بہا خزینہ ثابت ہوں۔ ہمارے ذہن کے اوراق پر ایسے ابدی نقوش چھوڑ جائیں کہ ان کے مطالعہ سے دل کے ظلمت کدہ کو اللہ رب العزت روحانیت کے نور سے منور فرما دیں۔ (آمین بحرمتہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

احب الصالحین ولست منھم

لعل اللہ یرزقنی صلاحا

یہ واقعات خطبات فقیر' کی مختلف جلدوں میں بھی موجود ہیں۔ جنہیں ہمارے

حضرت اقدس دامت برکاتہم کے ناشرادارہ ''مکتبۃ الفقیر'' نے شائع کیا ہے۔
اللہ تعالیٰ ناشرین کی اس کوشش کو شرف قبولیت بخشے۔آمین بحرمتہ سید المرسلین ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم. یایھا الذین امنو اتقو اللہ و کونو امع الصادقین. وقال رسول اللہ ﷺ البرکۃ مع اکابر کم سبحن ربک ربی العزت عما یصفون. وسلم علی المرسلین. والحمد للہ رب العالمین.

دو عظیم نعمتیں:

امت محمدیہ ﷺ کو اللہ رب العزت نے دو نعمتیں عطا کیں'ایک کلام اللہ اور دوسری سنت رسول ﷺ ایک علم کامل دوسری عمل کامل۔آپ ﷺ خلق عظیم کے حامل تھے۔سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیں؟فرمایا "کان خلقہ القرآن" نبی ﷺ کے اخلاق قرآن ہیں۔گویا جو قرآن کو مجسم شکل میں دیکھنا چاہے تو وہ میرے محبوب کو دیکھ لے۔شیخ الاسلام حضرت قاری محمد طیبؒ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کی عملی تفسیر حیات نبوی ﷺ'ذات وصفات کی آیتیں عقائد نبوی ﷺ'احکام کی آیتیں اعمال نبوی ﷺ'مہر ورحمت کی آیتیں جمال نبوی ﷺ دعوت الی اللہ کی آیتیں بقائیت نبوی ﷺ'نفی غیر کی آیتیں خلوت نبوی ﷺ'قہر وغضب کی آیتیں جلال نبوی ﷺ توجہ الی اللہ کی آیتیں فنائیت نبوی ﷺ اور اثبات حق کی آیتیں جلوت نبوی ﷺ گویا جس طرح قرآن کے علمی عجائبات کی انتہا نہیں اسی طرح سنت کے علمی عجائبات کی انتہا نہیں۔اللہ اکبر کبیرا

عظمت صحابہؓ:

صحابہ کرامؓ نبی ﷺ کے کمالات کا نمونہ ہیں کیونکہ استاد کے کمالات ہمیشہ شاگردوں کے ذریعے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ہر صحابیؓ نبوت کی دلیل بنا اس دنیا سے جب نبی اکرم ﷺ تشریف لے گئے تو کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ موجود تھے۔اور اتنے ہی انبیائے کرام علیھم السلام دنیا میں گزرے'ان صحابہؓ میں سے 313 بدری صحابہؓ اور انبیاء

میں سے جو رسول گزرے وہ بھی 313 تھے۔ ان صحابہ کرامؓ میں سے چار خلفائے راشدین بنے جبکہ انبیائے اکرام میں سے صاحب کتاب انبیاء بھی چار تھے۔ تو معلوم ہوا کہ جب نبی اکرم ﷺ اس دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو آپ ﷺ نے سوا لاکھ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کو صحابہ کرامؓ میں منتقل کر دیا۔ اس لیے ہر صحابی کسی نہ کسی ایک نبی کے کمالات کا وارث بنا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "الصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جسکی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ فرمایا "الصحابۃ کلھم عدول" "سب کے سب صحابہ عدل کرنے والے تھے۔ یہ وہی حضرات تھے جن کے سراپا کے بارے میں تورات اور انجیل میں بھی علامات آئی ہیں۔ اللہ رب العزت نے دنیا ہی میں ان حضرات کو جنت کی بشارتیں عطا فرما دیں۔ یہ ایسے ہی نہیں ہوا بلکہ ان کا اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ امتحان لیا جسکے بعد انہیں اپنی رضا مندی کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی یہ وہ لوگ تھے جن کا امتحان اللہ نے لیا۔ پیپر کونسا تھا؟ فرمایا تقوی کا۔ پھر پروردگار نے خود نتیجہ نکالا کہ "اولئک ھم المومنون حقا" وہ پکے سچے مومن ہیں۔

صحابہ کرامؓ کا فقہی اختلاف ہمارے لیے رحمت ہے:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہی استاد جب اپنے شاگردوں کو ٹریننگ دیتا ہے ان کے اعمال ایک جیسے ہونے چاہئیں صحابہ کرامؓ کے بھی ایک ہی استاد تھے ان کے اعمال میں کیوں فرق ہے؟ حکمت اس میں یہ ہے کہ اعمال کے فرق کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں فائدہ دیا ہے کہ ہم اپنی صورتحال کے مطابق ان میں سے کسی ایک کی پیروی کریں۔ مثال کے طور پر نبی ﷺ نے اللہ کے راستے پر خرچ کرنے کا حکم دیا۔ اب اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی چار صورتیں ممکن ہیں۔ پہلی صورت یہ کہ آدمی عشق الہی میں اتنا مست ہو کہ جو کچھ ہو سب کا سب اللہ کے راستے میں خرچ کر دے اگر یہ صورت ہے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نقش قدم پر ہے اور اگر کبھی یہ صورت حال ہوتی ہے کہ اس کی زندگی میں توازن ہے یعنی دین و دنیا دونوں میں اس نے توازن رکھا ہوا ہے تو وہ آدھا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور بقیہ آدھا اپنے اہل و عیال کی ضروریات کے لئے رکھے۔ ایسے شخص کیلئے حضرت عمر بن

الخطابؓ کے راستے کے قدم موجود ہیں۔ تیسری صورت یہ کہ بعض اوقات انسان کو اللہ تعالیٰ اتنا غنی بنا دیتے ہیں کہ وہ جتنا بھی خرچ کرے اس کے مال میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ حضرت عثمان غنیؓ کی زندگی میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں موجود ہیں چوتھی صورت یہ کہ کبھی انسان پر فقر و فاقہ کا ایسا معاملہ ہوتا ہے کہ اس کے پاس دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہوتا تو سیدنا علیؓ کی زندگی اس کے لئے مینارہ نور ہے کیونکہ ان پر پوری زندگی میں کبھی زکوۃ فرض ہی نہیں ہوئی، کبھی کچھ جمع ہی نہیں کیا اب ان چاروں صورتوں میں سے انسان جس حال میں بھی ہو اس کے لئے صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں نمونے موجود ہیں۔ پس صحابہ کرامؓ کے حالات میں اللہ تعالیٰ نے امت کیلئے وسعت پیدا کر دی۔

خلفائے راشدینؓ کی بلندیوں کی ترتیب:

جو حضرات خلفائے راشدینؓ بنے وہ اپنے مقام کی بلندیوں کی ترتیب سے بنے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ سب سے پہلے خلیفہ ہیں اور اسلام بھی سب سے پہلے انہوں نے قبول کیا۔ یاد رکھئے جب سورج نکلتا ہے تو اس کی روشنی سب سے پہلے اس عمارت پر پڑتی ہے جو سب سے بلند و بالا ہوتی ہے۔ اسی طرح جب نبوت کا سورج طلوع ہوا تو اس کی روشنی سب سے پہلے اس شخصیت پر پڑی جو اس امت میں سب سے بلند و بالا تھی۔ نبی اکرم ﷺ سے قرابت اور رشتہ داری کا معیار سامنے رکھا جائے تو بھی خلفائے راشدین کی ترتیب آسانی سے سمجھ آ سکتی ہے۔ شرعاً و عرفاً سسر کا مرتبہ داماد کے مرتبے سے زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ سسر باپ کی مانند اور داماد بیٹے کی مانند ہوتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ اسلام میں بھی پہلے داخل ہوئے اور نبی اکرم ﷺ کے سسر بھی بنے لہذا پہلے خلیفہ بنے۔ سیدنا عثمان غنیؓ اور سیدنا علیؓ دونوں داماد تھے مگر عثمان غنیؓ کے نصیبے میں حضور اکرم ﷺ کی دو بیٹیاں آئیں۔ اس لئے ذی النورین کہلائے۔ پس وہ تیسرے خلیفہ بنے جبکہ حضرت علیؓ چوتھے خلیفہ بنے۔

خلفائے راشدینؓ کا تکیہ کلام:

سیدنا صدیق اکبرؓ کا تکیہ کلام لا الٰہ الا اللہ تھا۔ یعنی زبان پر اکثر اوقات یہ الفاظ رہتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ مشاہدہ حق میں اس قدر استغراق نصیب تھا کہ انکی نگاہ ماسوا

کی طرف اٹھتی ہی نہیں تھی۔ حضرت عمرؓ کا تکیہ کلام اللہ اکبر تھا۔ گویا نظر غیر کی طرف اٹھتی تو تھی مگر تحقیق کی نظر تھی نظر پہچانتی تھی کہ یہ سب ہیچ ہے۔ عظمتوں والی ذات تو صرف اللہ کی ہے۔ حضرت عثمانؓ کا تکیہ کلام تھا الحمد اللہ ان کو مقام تحمید نصیب تھا گویا اللہ رب العزت کی طرف توجہ کامل تھی مگر جب کبھی غیر کی طرف اٹھتی تو غیر کے نقائص پر ہی پڑتی تھی۔ سوچتے تھے کہ مخلوق میں تو عیوب ہیں اور عیوب سے پاک فقط ایک ہی ذات ہے اس لئے بے اختیار زبان پر الحمد اللہ آ جاتا تھا۔ اور سیدنا علی کرم اللہ وجہ کا تکیہ کلام سبحان اللہ تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہان کو مشاہدہ حق میں کمال تو حاصل تھا لیکن اگر مخلوق کی طرف نظر اٹھتی بھی تو مخلوق کے کمالات پر پڑتی تھی تو وہ بے اختیار سبحان اللہ کہتے تھے کہ اے کمال والے! تو خود کتنی عظمتوں والا ہے کہ تو نے مخلوق میں بھی ایسی صفات پیدا کر دی ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے دو بہترین اوصاف:

صحابہ کرامؓ میں دو باتیں بہت خاص تھیں۔ ایک تو عشق نبوی ﷺ میں ان کو نکتہ ء کمال حاصل تھا اور دوسرا اتباع رسول ﷺ میں ان کو انتہا کا مقام نصیب تھا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کا عشق رسول ﷺ:

جب سیدنا صدیق اکبرؓ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہجرت کیلئے روانہ ہوئے تو صدیق اکبرؓ کا سارا گھرانہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت کرنے میں مشغول ہو گیا۔ غور کیجئے کہ ابو بکرؓ خود ساتھ تشریف لے جا رہے ہیں' بیوی سے کہہ دیا کہ ہمارے لئے کھانا بنا دینا' بیٹے سے کہہ دیا کہ سرداران قریش کی سب باتیں رات کو ہمیں پہنچا دینا' غلام سے کہہ دیا کہ ریوڑ چرانے کے بہانے دودھ پہنچا دینا اور بیٹی اسماءؓ سے کہہ دیا کہ تمہاری امی کھانا بنائے گی تم وہ کھانا ہمیں پہنچا دینا' چنانچہ اسماء بنت ابو بکرؓ غار ثور میں پہنچاتی رہیں۔ سیدہ اسماءؓ ایک دفعہ کھانا لے کر حاضر ہوئیں تو اللہ کے محبوب ﷺ نے دیکھا کہ پیشانی پر زخم کا نشان پڑا ہوا ہے' مرجھائی ہوئی سی طبیعت ہے۔ پوچھا' اسماءؓ! کیا ہوا؟ اسماءؓ کہنے لگی اے اللہ کے محبوب ﷺ! کل جب کھانا دے کر واپس جا رہی تھی تو راستے میں ابو جہل مل گیا۔ وہ کہنے لگا' ابو بکر کی بیٹی! تجھے تو پتا ہوگا کہ تمہارا باپ کدھر ہے اور جہاں تیرا باپ ہو گا وہیں مسلمان کے

پیغمبر (ﷺ) ہوں گے بتا کہ کیا تجھے پتہ ہے؟ میں نے کہا' ہاں مجھے پتا ہے۔ پھر پوچھا یہ بھی پتہ ہےکہ تمہارے تمہارے پیغمبر کہاں ہیں۔ میں نے کہا ہاں یہ بھی پتہ ہے۔ جب سچ کہہ دیا تو ابو جہل نے پکڑ لیا اور کہنے لگا' بتا کہ وہ دونوں کہاں ہیں؟ نہیں بتاؤ گی تو ماروں گا۔ میں نے کہا' نہیں بتاتی۔ چنانچہ میں ڈٹی رہی۔ اس نے اچانک ایک زوردار تھپڑ میرے چہرے پر لگایا' جس کی وجہ سے میرے دانتوں سے خون نکل آیا۔ آقا ﷺ میں نیچے گری! پتھر پہ میری پیشانی لگی اور خون نکل آیا۔ اس نے مجھے بہت مارا کہ بتا دے مگر میں نے اس کی مار برداشت کی۔ بالا آخر میں نے کہا' ابو جہل! تیرا جتنا جی چاہے تو مجھے مار لے' میری جان تو تیرے حوالے نہیں کروں گی۔ سیدہ اسماءؓ کی یہ بات سن کر نبی ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ ﷺ نے اس وقت یہ تاریخی جملے ارشاد فرمائے۔ ابو بکر! میں نے دنیا میں سب کے احسانات کا بدلہ دے دیا ہے لیکن تیرے احسانات کا بدلہ اللہ دے گا۔ غار ثور سے آگے چلے۔ راستے میں نبی ﷺ کو بھوک لگتی ہے۔ کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ غار ثور تک تو پیچھے سے کھانا آتا تھا لیکن آگے کچھ نہیں تھا۔ ایک جگہ ایک عورت کے پاس بکری تھی جو دودھ نہیں دیتی تھی۔ ابو بکرؓ اس کے پاس پہنچے اور پوچھا' کیا میں اس کا دودھ نکال سکتا ہوں؟ اس نے کہا یہ تو دودھ ہی نہیں دیتی۔ کہنے لگے' اجازت دے دیں۔ اس نے اجازت دے دی۔ یہ نبی اکرم ﷺ کا معجزہ تھا کہ اس کے تھنوں میں دودھ آ گیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ دودھ لیکر خدمت میں حاضر ہوئے نبی اکرمؐ نے دودھ پیا۔ ابو بکر صدیقؓ نے تاریخی جملہ کہا' فرمایا فشــــرب حتی رضیت کہ نبی ﷺ نے اتنا پیا یہاں تک کہ میرا دل خوش ہو گیا۔ سبحان اللہ' یوں کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے اتنا پیا کہ میرا دل خوش ہو گیا۔ یہ نہیں کہا نبی ﷺ نے اتنا پیا کہ ان کا دل خوش ہو گیا۔ یہ عشق و مستی کی بات ہے! ایک مرتبہ صدیق اکبرؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے اپنے والد ابو قحافہؓ کے ایمان لانے کی اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی حضرت عباسؓ کے ایمان لانے کی ہوئی ہے۔ پوچھا' وہ کیوں؟ عرض کیا' ابو قحافہ اگرچہ میرے باپ ہیں اور ان کے ایمان لانے سے مجھے خوشی ہوئی مگر حضرت عباسؓ آپ ﷺ کے چچا ہیں اور ان کے ایمان لانے سے آپ ﷺ کو خوشی ہوئی۔ مجھے اپنی خوشی سے آپ کی خوشی زیادہ محبوب ہے۔ یہ اس لئے تھا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نبی ﷺ کے

ساتھ نسبت اتحادی نصیب تھی۔ اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا ما صب اللہ فی صدری الا وقد صببتہ فی صد ر ابی بکرؓ۔ اللہ رب العزت نے میرے سینے میں جو ڈالا میں نے اسے ابوبکرؓ کے سینے میں ڈال دیا۔ یہ اتباع کامل کی وجہ سے تھا۔ اس کی دو دلیلیں ہیں

سیدنا صدیق اکبرؓ اور اتباع رسول ﷺ:

1...... سیدنا صدیق اکبرؓ کو اتباع سنت میں کمال حاصل تھا حتی کہ ان کا سراپا، ان کا لباس، انکی گفتار، رفتار، کردار ہر چیز کو نبی اکرم ﷺ سے مشابہت حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہجرت کے موقع پر ابوبکرؓ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ مدینہ طیبہ پہنچے اور وہاں کے لوگوں نے دیکھا تو انہیں دونوں میں سے یہ پہچان کرنی مشکل ہوگئی کہ اللہ کے رسول ﷺ کون ہیں؟ سبحان اللہ۔ اتباع میں کیسا کمال حاصل کیا کہ لوگوں کیلئے تابع اور متبوع میں پہچان کرنا مشکل ہوگیا۔

2...... نبی اکرم ﷺ پر جب پہلی دفعہ وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ گھر تشریف لائے اور سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ سے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ انہوں نے تسلی دی اور نبی اکرم ﷺ کی تین صفات گنوائیں۔ انک لتصل الرحم و تکسب المعدوم و تعین علی نوائب الحق پھر کہا کہ اللہ آپ کو ہرگز ضائع نہ کریگا۔ جب ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہوئی تو کسی نے ان کے غلام سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متعلق اپنے تاثرات بیان کرو۔ اس نے وہی تین صفات گنوائیں جو خدیجہ الکبریٰؓ نے نبی اکرم ﷺ کی گنوائیں تھیں۔ یہ نسبت اتحادی کی ٹھوس دلیلیں ہیں۔

حضرت عمر بن خطابؓ کا عشق رسول ﷺ:

سیدنا عمر بن خطابؓ کا دور خلافت ہے۔ آپؓ نے اسامہ بن زیدؓ کا مشاہرہ زیادہ متعین کیا ور اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کا مشاہرہ تھوڑا مقرر کیا۔ حالانکہ وہ علم و فضل میں بڑھے ہوئے تھے۔ ایک دن بیٹے نے پوچھ لیا، ابا جان! اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا، زیدؓ اور ان کے بیٹے اسامہؓ کو اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ تجھ سے اور تیرے باپ سے زیادہ قرب کی نسبت نصیب تھی اس لئے میں نے اس کا مشاہرہ زیادہ مقرر کیا ہے۔

صحابہ کرامؓ اور اجتہاد:

صحابہ کرامؓ من حیث الجماعت تقوی و طہارت اور ایمان ویقین کی بلندیوں پر فائز تھے تاہم جو حضرات علم و دانش اور تجربہ میں ممتاز تھے فقہی احکام کے استنباط کا بوجھ انہی کے کندھوں پر تھا۔ پس خلفائے اربعہ، سیدہ عائشہؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت زید بن ثابتؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت انس بن مالکؓ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت جابر بن عبداللہؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت ابوموسی اشعریؓ اور حضرت ابوبکرہ ثقفیؓ یہ سب مجتہد حضرات تھے۔ اسی جماعت کے فیصلے پر فتوے دیئے جاتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں اس قسم کے فتوے منقول ہیں۔

تابعین کا دور:

تابعین کا دور بھی خیر کا زمانہ تھا کیونکہ اللہ کے محبوب ﷺ نے تاکید فرمائی تھی۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم {سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو ساتھ ملے ہوئے ہیں پھر ان کا جو ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں} تابعین نے اگرچہ نبی اکرم ﷺ کو تو نہ دیکھا مگر ان ہستیوں کو ضرور دیکھا جو نبی ﷺ کو دیکھ چکی تھیں۔ انہوں نے ان سے دین سیکھا، ان سے نبی ﷺ کی باتیں سنیں۔ صحابہ کرامؓ نبی ﷺ کی باتوں کا ایسا نقشہ کھینچتے تھے کہ تابعین یوں محسوس کرتے تھے جیسے وہ خود اپنی آنکھوں سے حضور ﷺ کو دیکھ رہے ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے طوبی لمن رانی ومن رای لمن رانی {مبارک ہو اس کو جس نے مجھے دیکھا پھر اس کو جس نے انہیں دیکھا}

فقہائے سبعہ مدینہ:

تابعین مجتہدین میں زیادہ مشہور مدینہ کے فقہاء سبعہ تھے۔

(۱) ابوبکر بن حارثؓ (۲) سلیمان بن یسارؓ (۳) خارجہ بن زیدؓ (۴) قاسم بن محمدؓ (۵) سعید

بن المسیبؒ (۶) عبداللہ بن عتبہؒ (۷) سالم بن عبداللہؒ

ائمہ اربعہ کا احسان:

پھر اللہ رب العزت نے اپنے اور بندے پیدا فرمائے جو قرآن اور حدیث کے حامل بن گئے۔ امام ابوحنیفہؒ 80ھ میں پیدا ہوئے، امام مالکؒ 95ھ میں پیدا ہوئے، امام شافعیؒ 150ھ میں پیدا ہوئے اور امام احمد بن حنبلؒ 166ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ چاروں حضرات علم کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ انہی سے اللہ رب العزت نے کام لیا کہ انہوں نے قرآن و حدیث کو پڑھ کر لاکھوں سے زیادہ مسائل اخذ کئے اور امت کے لئے اس کو پکی پکائی کھیر بنا دیا تاکہ آنے والے لوگ آسانی سے ان پر عمل کر سکیں۔ ان حضرات کا امت پر بڑا احسان ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کی تقلید عہد صحابہؓ میں :

امام ابوحنیفہؒ نے 115ھ سے فتوی دینا شروع کیا۔ 120ھ میں اپنے استاد کے جانشین بنے۔ اس وقت سے ان کے مقلدین و متبعین میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ صاحب ارشاد الساری نے لکھا ہے کہ حضرت طارق بن شہاب بجلیؓ نے 123ھ میں وفات پائی۔ اس قول کے مطابق یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی تقلید عہد صحابہؓ سے ہی شروع ہو گئی تھی۔

محدثین اور فقہاء کے فرائض منصبی:

پھر ایک جماعت محدثین کی بنی جس نے حدیثوں کو اکٹھا کیا۔ ان کی مثال صیدلیہ (میڈیکل سٹور) والوں کی مانند تھی، جن کے پاس ساری دوائیاں پڑی ہوتی ہیں۔ محدثین کے پاس اسی طرح احادیث کا ذخیرہ ہوتا تھا۔ فقہاء کی مثال اطباء کی مانند تھی۔ جس طرح صرف اطباء ہی دوائی دے سکتے ہیں اسی طرح فقہاء مسئلہ بتا سکتے تھے۔ امام ترمذی نے کتاب الجنائز میں لکھا ہے کہ الفقهاء اعلم بمعانی الاحادیث کہ فقہاء ہی احادیث کے معانی کو بہتر سمجھنے والے ہیں۔

سلیمان بن مہران جو رجال بخاری میں سے ہیں انہوں نے ایک مرتبہ امام

ابو یوسفؒ سے مسئلہ پوچھا جو انہوں نے بتا دیا۔ سلیمان بن مہران بہت حیران ہوئے کہ آپ نے کہاں سے سیکھا۔ امام ابو یوسف نے کہا، حضرت! آپ ہی سے تو میں نے یہ حدیث سنی ہے۔ کہنے لگے، تیرے ماں اور باپ ابھی ایک بستر پر جمع بھی نہیں ہوئے تھے کہ اس وقت سے مجھے یہ حدیث یاد تھی مگر آپ کے بتانے سے میں نے اس حدیث کے مفہوم کو صحیح طور پر سمجھا۔ فرمایا، نحن الصیاد وانتم الاطباء کہ ہم تو میڈیکل سٹور والوں کی مانند ہیں اور تم اطباء کی مانند ہو۔ ہم نے یہ سب احادیث پرکھ کر اپنے پاس اکٹھی کر رکھی ہیں مگر کس میں سے کونسا فائدہ لینا ہے تو یہ کام تم لوگ بہتر جانتے ہو۔

امام اعظمؒ اور شجرہ محدثین:

یہ عجیب بات ہے کہ محدثین کا سلسلہ امام اعظم ابوحنیفہؒ پر منتہی ہوتا ہے۔ چند مثالیں دے دیتا ہوں۔

(۱) امام ابوحنیفہ...... امام ابو یوسف...... شیخ یحیی بن معین محدث...... امام بخاری

(2) امام ابوحنیفہ...... امام ابویوسف...... شیخ یحیی بن معین محدث...... امام مسلم

(3) امام ابوحنیفہ...... امام ابویوسف...... شیخ یحیی بن معین محدث...... امام ابو دائود امام نسائی

(4) امام ابوحنیفہ...... امام ابویوسف...... شیخ یحیی بن معین محدث...... ابو یعلی موصلی (صاحب مسند)

(5) امام ابوحنیفہ...... محدث عبداللہ بن مبارک...... محدث یحیی بن اکثم...... امام ترمذی...... امام ابن ماجه

(6) امام ابوحنیفہ...... امام محمد...... امام شافعی...... امام احمد بن حنبل

(7) امام ابوحنیفہ...... شیخ مسعر بن کدام محدث...... امام بخاری...... امام ابن خزیمہ...... دار قطنی

(8) امام ابوحنیفہ...... شیخ مسعر بن کدام محدث...... امام بخاری...... امام ابن خزیمہ...... حاکم...... امام بیہقی

(9) امام ابوحنیفہ...... شیخ مکی بن ابراہیم محدث...... شیخ ابوعوانہ...... طبرانی

(10) امام ابوحنیفہ...... شیخ مکی بن ابراهیم محدث...... شیخ ابوعوانہ...... ان عدی

(11) امام ابوحنیفہ...... شیخ فضل بن رکین محدث...... امام دارمی

(12) امام ابوحنیفہ...... شیخ فضل بن رکعین محدث...... امام ذہبی

(13) امام ابوحنیفہ...... شیخ فضل بن رکین محدث...... شیخ اسحاق

امام ابوحنیفہؒ کا خلیفہ منصور کو لاجواب کرنا :

امام اعظم ابوحنیفہؒ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا کمال عطا فرمایا تھا۔ امت میں ایسے کمال دکھانے والے شاید بہت ہی کم حضرات گذرے ہوں گے۔ ایک مرتبہ وقت کے بادشاہ نے امام ابوحنیفہؒ، امام شعبیؒ، امام ثوریؒ اور ایک اور فقیہ کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ان چاروں میں سے کسی ایک کو چیف جسٹس (قاضی القضاۃ) بنائے لیکن چاروں نہیں بننا چاہتے تھے۔ چنانچہ پولیس والوں نے ان کو گرفتار کرلیا۔ راستے میں جب ایک جگہ پہنچے تو جو چوتھے فقیہ تھے وہ بیٹھے بیٹھے اس طریقے سے اٹھے جیسے قضائے حاجت کی ضرورت ہو پولیس والے انتظار میں رہے۔ اور وہ تو گئے تو چلے ہی گئے یہ حیلہ تھا۔ اب باقی تین رہ گئے امام ابوحنیفہؒ فرمانے لگے میں قیافہ لگاؤں کہ ہوگا کیا۔ دوسرے نے کہاہاں لگائیں کہنے لگے میں وہاں جا کر ایسی بات کہوں گا کہ خلیفہ منصور کے پاس اس کا جواب ہی نہیں ہوگا۔ لہذا میں چھوٹ جاؤں گا۔ امام شعبیؒ بھی کوئی حیلہ کرلیں گے۔ البتہ سفیان ثوریؒ پھنس جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب تینوں حضرات کو دربار میں پہنچایا گیا تو امام شعبیؒ ذرا آگے بڑھے اور جا کر خلیفہ منصور سے کہنے لگے۔ خلیفہ صاحب آپ کا کیا حال ہے۔ آپ کے بیوی بچوں کا کیا حال ہے؟ آپ کے محل کا کیا حال ہے؟ آپ کے اصطبل کا کیا حال ہے؟ آپ کے گھوڑوں کا کیا حال ہے؟ آپ کے گدھوں کا کیا حال ہے؟ خلیفہ منصور کو عجیب لگا کہ میں جس شخص کو چیف جسٹس بنانا چاہتا ہوں وہ سب کے سامنے میرے گھوڑوں اور گدھوں کا حال پوچھ رہا ہے۔ دل میں سوچا کہ یہ شخص اس اہم منصب کے قابل نہیں۔ چنانچہ امام شعبیؒ سے کہنے لگا کہ میں آپ کو قاضی القضاۃ نہیں بنا سکتا۔ امام شعبیؒ اس طرح بچ گئے۔ پھر خلیفہ امام ابوحنیفہؒ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا، ابوحنیفہ! میں نے آج کے بعد آپ کو چیف جسٹس بنا دیا۔ امام ابوحنیفہ آگے بڑھے اور فرمایا، میں چیف جسٹس بننے کے قابل نہیں ہوں

خلیفہ منصور نے کہا، نہیں نہیں آپ اس قابل ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے کہا۔ خلیفہ صاحب اب دو باتیں ہیں۔ میں نے جو کچھ کہا، یا تو وہ ٹھیک ہے یا وہ غلط ہے اگر تو وہ غلط ہے تو جھوٹ بولنے والا شخص چیف جسٹس نہیں بن سکتا۔ اور اگر وہ سچ ہے تو میں کہہ ہی رہا ہوں کہ میں چیف جسٹس بننے کے قابل نہیں ہوں۔ اب خلیفہ حیران! اگر کہے کہ ابوحنیفہ! تو نے ٹھیک کہا تو ابھی ابوحنیفہ چھوٹتے ہیں اگر کہے کہ تو نے غلط کہا تو بھی ابوحنیفہ چھوٹتے ہیں امام اعظم ابوحنیفہؒ نے وقت کے خلیفہ کو بھرے دربار میں لاجواب کر دیا۔

امام ابوحنیفہؒ کی معاملہ فہمی کا واقعہ :

ایک دفعہ دو میاں بیوی آپس میں خلوت کے لمحات میں تھے۔ خاوند بات کرنا چاہتا تھا، مگر بیوی کچھ ناراض ناراض سی تھی۔ حتیٰ کہ خاوند نے غصہ میں کہہ دیا اللہ کی قسم! جب تک تو نہیں بولے گی تو میں تیرے ساتھ نہیں بولوں گا۔ جب خاوند نے قسم اٹھائی تو بیوی نے بھی قسم اٹھا دی کہ اللہ کی قسم! جب تک تو پہلے نہیں بولے گا میں بھی نہیں بولوں گی۔ اب وہ بھی چپ یہ بھی چپ۔ رات تو گزر گئی۔ صبح کو دماغ ذرا ٹھنڈے ہوئے تو سوچنے لگے کہ کوئی تو حل ہونا چاہیے۔ چنانچہ وہ سفیان ثوریؒ کے پاس گئے۔ انہیں سارا واقعہ سنایا اور پوچھا کہ اب اس کا کیا حل ہے؟ فرمایا، دونوں میں سے جو پہل کرے گا وہ حانث بن جائے گا۔ اس دور میں جو حانث بن جاتا تھا اس کی گواہی قبول نہیں کی جاتی تھی کیونکہ وہ معاشرے میں اعتبار کے قابل نہیں رہتا تھا۔ لہذا دونوں کی خواہش تھی کہ قسم ہماری نہ ٹوٹے اب دونوں پریشان۔ خاوند کو خیال آیا کہ امام ابوحنیفہؒ سے پوچھنا چاہیے۔ چنانچہ ان کے پاس پہنچا تو حضرتؒ نے پوچھا، کیا ہوا؟ کہنے لگا، حضرت! میں بیوی کو بلا رہا تھا مگر وہ بولتی نہیں تھی مانتی نہیں تھی، میں نے غصہ میں کہہ دیا کہ اللہ کی قسم! جب تک تو مجھ سے نہیں بولے گی میں تجھ سے نہیں بولوں گا وہ تو لڑنے کیلئے ہی تیار تھی، اس نے بھی قسم اٹھالی کہ جب تک تو نہیں بولے گا میں بھی نہیں بولوں گی، اب ہم پھنسے ہوئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا، جاؤ تم اس کیساتھ بات کرو تمہاری بیوی ہے، میاں بیوی بن کر رہو۔ خاوند ہنستا مسکراتا گھر آیا اور کہنے لگا، میڈم! کیا حال ہے؟ ہیلو آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ بیوی نے کہا بس تو حانث بن گیا۔ کہنے لگا میں تو حانث نہیں بنا۔ اس نے کہا، وہ کیوں کہنے لگا میں امام ابوحنیفہ سے پوچھ کر آیا ہوں اس دور